International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 01,Jan-June 2023
PP: 86-98

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

شیخ ملّا جیون کی حیات اور عربی شروحات منار کا اختصاصی مطالعہ

Šaikh Mullā Jīwan; Biography and A Particular Study in Arabic exegesis of Manār

Dr. Hafiz Ahmed Saeed Rana
Phd Arabic Bahauddin zakariya university, Multan
Email: hafizahmadsaeed90@gmail.com.

Abstract

Šaikh Mullā Jīwan [1638AH – 1718AH] was an accomplished sufi scholar and an expert of intellectual sciences as well as the transportation sciences of the sub-continent, who quenched the thirst of many students after completing his studies in his native place of Amīthī from the experienced scholars of the province of Āudhe-India of that time. Mullā Jīwan was exceptionally proficient in jurisprudence and also had a deep knowledge of Ḥadīṯ, Mysticism and rhyming rhetoric which are reflected from his books. He was a passionate preacher of islam and great writer in both Persian and Arabic. He wrote many books but the most popular among them is "Nūr Al-Anwār" which is an easy and an art decorated book from the exgesis of "Manār" written by a great Allāmah Al-Nasfī (died in 1310 AH) and it is included in the curriculum of Dīnī Madāris. So, this study aims to narrate the biography of Mullā Jīwan and accentuates the exegesis of Manār Particularly "Nūr Al-Anwār" so that the readers of this book will come to know about the scholarly personality of Mullā Jīwan and they will be

CC BY

induced to the more research workings of this great scholar.

***Key Words**: Biography; Šaikh Mullā Jīwan; Nūr Al-Anwār; Manār; Biographical History.*

تعارف: INTRODUCTION

شیخ ملا جیون (رحمۃ اللہ علیہ) (المتوفی: ۱۷۱۸ء) قصبہ امیٹھی صوبہ اودھ ہندوستان میں اس وقت پیدا ہوئے جب یہ صوبہ علوم وفنون کا مرکز تھا، اور کہا جاتا ہے کہ یہاں کے ہر قصبہ اور گاؤں میں دس دس کوس کے فاصلے پر ایک مدرسہ موجود تھا کہ جن میں علم وروحانیت کے پیکر مدرسین طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ شیخ ملا جیون کو بھی اسی ماحول کی فضا میسر آئی اور انہوں نے اس فضا سے بھر پور استفادہ بھی کیا۔ وہ ایک انتہائی ذہین اور قوی حافظہ والی شخصیت تھے یہاں تک کہ انکو عربی کتب کی کئی کئی عبارتیں، فارسی و عربی قصائد زبانی یاد تھے۔ انہیں تصنیف و تالیف میں بھی کمال حاصل تھا۔ انہوں نے علم فقہ، تصوف، سیرت نگاری اور شعر و سخن میں قلم آزمائی کی ہے۔ انکی ایک تصنیف ((نورالانوار)) ہے کہ جو مدارس دینیہ میں درس نظامی کے نصاب میں ایک مستقل مضمون کی حیثیت رکھتی ہے۔ ملا جیون کی یہ تصنیف دراصل علامہ النسفی (المتوفی: ۱۳۱۰ء) کی اصول فقہ پر لکھی گئی کتاب ((المنار)) کی شرح ہے۔

حیات شیخ ملا جیون: BIOGRAPHY OF SHAYKH MULLĀ JĪWAN

ولادت: BIRTH

حضرت ملّا احمد جیون امیٹھوی کی پیدائش بادشاہ شاہ جہان کے دور میں ۲۵ شعبان المعظم ۱۰۴۷ھ بمطابق ۲ جنوری ۱۶۳۸ء سہ شنبہ (منگل) کو صبح صادق کے وقت قصبہ امیٹھی، ضلع لکھنؤ میں پیدا ہوئے[۱]۔

نام ونسب: NAME AND PARENTAGE

احمد بن ابو سعید بن عبد اللہ بن عبد الرّزاق بن خاصہ خدا حنفی المکی الصالحہ ہندی جونپوری، المعروف ملّا جیون[۲] ملّا اسم فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے اور عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں: مَلَأَ، یَمْلَأُ، مَلأً کا معنیٰ آتا ہے: بھرنا، پُر کرنا۔ آیت کریمہ ہے: ﴿لَأَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾[۳] زمانۂ قدیم بالخصوص عہد مغلیہ میں بڑے جیّد اور متبحر عالم کو "ملّا" کہا جاتا تھا۔ یعنی علم وحکمت سے پُر، لبالب اور بھرا ہوا عالم دین۔ حضرت احمد جیون کو "ملّا" کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ علم وادب کے سمندر میں سراپا غرق تھے۔ شریعت وطریقت کے علم سے بھرے ہوئے اور حکمت ودانائی کے جامِ لبالب سے شاد کام تھے۔ بھلا قطرے کو کون پوچھتا ہے؟ وہ تو علوم وفنون کا سمندر پی کر بیٹھے تھے

لوگ قطرے کی بات کرتے ہیں
یہ سمندر پی کے بیٹھے ہیں

"اس خاندان (ملّا جیون کے خاندان) کے افراد اپنی علمی اور روحانی وجاہت کے سبب کبھی مخدوم اور کبھی ملّا کے نام سے

یاد کیے "[۴] "جیون" ہندی زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ اردو میں حیات اور زندگی کے ہیں۔

شجرہ: ANCESTRY

احمد (ملّا جیون) بن ابو سعید بن عبید بن عبید اللہ بن عبد الرزاق بن بہاء الحق خاصۂ خدا بن خضر بن گدن بن خیر الدین بن مکرم بن عبید اللہ بن عارف بن عبد الحفیظ بن نصر بن غلام اللہ بن ابی تراب بن عالم بن عبد الکریم بن منصور بن معین الدین بن عبد القادر بن ابی المکرم بن ابی الیسر بن شیخ عبد اللہ[۵] (عبد العزیز) المکی المنسوب الی مہز صالح بنی اللہ ورسولہ علیہ السلام[۶]۔

قصبہ امیٹھی: THE TOWN OF AMĪTHĪ

مُلّا جیون کے جَدِّ امجد مخدوم بہاء الحق خاصۂ خدا نے امیٹھی کو اپنا مسکن بنایا اور اس ویران بستی کو شاد آباد کیا[۷] قصبہ امیٹھی، صوبہ اودھ کے شہر لکھنؤ سے پورب کی جانب ۲۸ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔

ملّا احمد جیون کا وطن مالوف اور جائے پیدائش "امیٹھی" زمانۂ قدیم سے شریعت اور طریقت اور علم و روحانیت کا گہوارہ رہا ہے یہاں کی خاک سے ان گنت صوفیہ و مشائخ، علما و فقہا، ادبا و شعراء اور علم و حکمت کے دانائے راز پیدا ہوئے اور سپہرِ علم و معرفت کے بدرِ کامل بن کر چمکے۔ شاہ جہاں بادشاہ کا یہ مشہور شاہانہ جملہ ہے

"پورب شیراز مملکت ماست"

مغلیہ دور میں پورب پر صوبہ اودھ کا بھی اطلاق ہوتا تھا۔

حسان الہند لکھتے ہیں:

"الفورب عبادة عن ثلاث صوب، صوبه اودھ وصوبه اله آباد وصوبه عظیم آباد[۸]"

ابو الحسنات ندوی لکھتے ہیں:

اودھ نسبتاً دوسرے صوبوں سے اس خاص وصف میں ممتاز تھا کہ یہاں پانچ پانچ، دس دس کوس پر شرفا اور نجبا کے دیہات آباد تھے، جن میں اچھے اچھے فضلا درس دیتے تھے[۹]۔ اودھ کے ایک ایک قریہ میں علم کا چرچہ پھیلا ہوا تھا اور مشکل سے کوئی بد نصیب مقام ایسا ہوگا، جس میں علم کی شعائیں نہیں پہنچی ہوں سب سے زیادہ مشہور اور نامور مقامات یہ تھے: جائس، امیٹھی (ملّا جیون کا گاؤں)، برگام، نیوتنی، گوپامؤ، بلگرام، سندیلہ، کاکوری وغیرہ[۱۰]۔ امیٹھی کی اسی عظمت و رفعت کے باعث مُلّا احمد جیون نے اسے "مدینۃ الاولیاء" لکھا ہے[۱۱]۔ امیٹھی وہ معدنِ فیوض و برکات ہے، جہاں سے خانقاہِ رشیدیہ جون پور کے بانی شیخ عبد الرشید دیوان (مصنف مناظرہ رشیدیہ) کے والد مکرم شیخ مصطفیٰ جمال الحق کو شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیٹھوی کے ذریعے روحانی فیض ملا[۱۲]۔ یہیں کی خاک سے قاضی محب اللہ بہاری (مصنف مسلم الثبوت و سلم العلوم) کے مایۂ ناز استاذ علامہ قطب الدین امیٹھوی شمس آبادی پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: EDUCATION

مُلّا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر سے قرآن پاک اپنے والد محترم شیخ ابو سعید کے پاس مروّجہ معمول کے مطابق

حفظ کرنا شروع کیا اور سات سال کی عمر میں حفظ کرلیا۔ پھر شیخ محمد صادق سترکھی اور مُلّا لطف اللہ کوڑا جہان آبادی اور مفتی محمد سعید حسینی لکھنوی سے مختلف علوم حاصل کیے یہ سلسلہ سولہ سال کی عمر تک جاری رہا[۱۳]۔ مُلّا جیون نے بیشتر کتابیں شیخ محمد صادق سترکھی سے پڑھیں اور ۲۲ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے[۱۴]۔

ملا جیون کے اساتذہ کرام: TEACHERS OF MULLĀ JĪWAN

مُلّا جیون کے ۴ اساتذہ کا ذکر ملتا ہے۔

(۱) شیخ ابو سعید (۲) شیخ محمد صادق سترکھی

(۳) مفتی محمد سعید حسینی لکھنوی (۴) مُلّا لطف اللہ

اور ہمیں صرف مُلّا لطف اللہ کے حالات معلوم ہوسکے وہ بھی سبحۃ المرجان کے حاشیہ سے

"شیخ لطف اللہ الکوروی احد فحول العلماء فی الھند، کانت لہ ید بیضاء فی سائر الفنون"[۱۵]۔

ملا جیون کی ذہانت وفطانت: WISDOM OF MULLĀ JĪWAN

آپ حیرت انگیز قوت حافظہ کے مالک تھے۔ درسی کتابوں کی مغلق اور پیچیدہ عبارتیں لفظ بہ لفظ بلا تکلف پڑھ ڈالتے۔ طویل ترین قصیدہ ایک بار سن لیتے تو وہ حافظہ میں محفوظ ہو جاتا، اور کتابوں کی عبارت کے ورقوں کے ورق آپ کو یاد تھے[۱۶]۔

عہد ملا جیون کا تعلیمی نصاب: CURRICULUM IN THE ERA OF MULLĀ JĪWAN

(۱) نحو: کافیہ، شرح جامی (۲) منطق: شرح شمسیہ، شرح مطالع (۳) فلسفہ: شرح ہدایۃ الحکمت (۴) علم الکلام: شرح عقائد نسفی مع حاشیہ خیالی (۵) فقہ: شرح وقایہ، ہدایہ (کامل) (۶) اصول فقہ: جامی، توضیح تلویح (۷) بلاغت: مختصر المعانی، مطول (۸) ہئیت وحساب: بعض رسائل مختصرہ (۹) طب: موجز القانون (۱۰) حدیث: مشکوٰۃ المصابیح (مکمل)، شمائل ترمذی (مکمل)، صحیح بخاری (مخصوص حصہ) (۱۱) تفسیر: مدارک، بیضاوی (۱۲) تصوف وسلوک: عوارف ورسائل نقش بندیہ، شرح رباعیات جامی، مقدمہ شرح لمعات غوثیہ، نقد النصوص[۱۷]

تدریسی خدمات: TEACHING SERVICES

آپ ۲۲ سال کی عمر میں علومِ معقول ومنقول سے فارغ ہوئے تو والد ماجد کی مسند تدریس پر متمکّن ہوئے کیونکہ والد صاحب کا انتقال اس وقت ہو گیا تھا جب مُلّا جیون محض ۱۳ سال کے تھے۔ مُلّا جیون نے اپنے والد کی مسند پر بیٹھ کر بے شمار تشنگانِ علوم کو بارہ علم وحکمت سے شاد کام کیا۔ آپ کی تدریسی زندگی کا آغاز وطن مالوف قصبہ امیٹھی سے ہوا۔ وہاں آپ نے اپنی عمر کے چالیس سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ چالیس سال کی عمر میں دہلی اور اجمیر کے سفر کا اتفاق ہوا اور ایک عرصے تک یہاں قیام پذیر رہے اور ہزاروں لوگوں کو اپنے درس وتدریس اور وعظ ونصیحت سے فائدہ پہنچایا[۱۸]۔

اجمیر میں شاہ عالم اوّل نے ۱۱۲۴ ہجری بمطابق ۱۷۱۲ عیسوی آپ سے ملاقات کی اور اپنے ہمراہ لاہور لے گیا، جہاں وعظ وتعلیم کا سلسلہ جاری رہا، اور یہاں شاہ عالم اول نے ملا جیون کے نام سے مسجد تعمیر کرائی کہ جو آج بھی لاہور میں لوہاری منڈی کوچہ میاں عاشق میں موجود ہے۔ شاہ عالم کے انتقال کے بعد آپ دہلی واپس آگئے اور پھر یہاں سلسلۂ تدریس جاری

ہوا[19]۔

چند ممتاز تلامذہ:SOME BRILLIANT STUDENTS

١- مُلّا عبد الباسط بن مُلّا جیون امیٹھوی

٢- شیخ احمد بن ابو منصور گوپاموی (مرتب فتاویٰ عالمگیری)

٣- مفتی تابع محمد لکھنوی (رئیس الافتاء لکھنؤ)

٤- شہنشاہِ ہند اورنگ زیب عالمگیر

٥- بیگم زیب النساء بنت اورنگ زیب عالمگیر[20]

معاصر علماء کرام:SCHOLARS OF HIS ERA

مُلّا جیون کے مشہور معاصر علماء کرام کی تعداد دو سو سے زائد ہے اور "مُلّا جیون کے معاصر علماء" کے نام سے پروفیسر اشفاق علی صاحب کی ایک کتاب ہے جو کہ ان کا "ایم فل" کا مقالہ ہے اس میں انہوں نے ١٠٩ علماء کی حالات زندگی لکھی ہے میں بعض ان معاصر علماء کرام کے نام ذکر کروں گا جن کا تصنیفی کام ہے۔

١) ابوالبرکات بن حسام الدین (عالمگیر کے عہد میں قاضی) انکی تصنیف "مجمع البرکات" ہے[21]۔

٢) ابوالحسن نور الدین ٹھٹھوی، انکی مشہور تصنیف "حواشی ستۃ" یہ صحاح ستہ کے حواشی ہیں[22]۔

٣) احمد عبد الحق فرنگی محلّی، انکی مشہور تصنیف "شرح سلم العلوم" ہے[23]۔

٤) امان اللہ بنارسی، انکی مشہور تصنیف "حاشیہ شرح المواقف" ہے اور اس تصنیف کے علاوہ دس تصنیفات اور ہیں[24]۔

٥) جمال الدین گجراتی، انکی گیارہ تصنیفات اور ١٣ حواشی اور گیارہ کتب کی شروحات ہیں[25]۔

٦) داراشکوہ بن شاہجہاں بن جہانگیر، انکی مشہور تصنیف "سفینۃ الاولیاء" ہے[26]۔

٧) برکت اللہ مارہروی، انکی مشہور تصنیف "دیوان شعر الھندی" اسکا نام پریم پرکاش بھی ہے[27]۔

٨) عبد الحکیم سیالکوٹی، انکی مشہور تصنیف "میبذی" ہے[28]۔

ان معاصر علماء کے علاوہ اور بھی ہیں۔ یہاں اتنا عرض کرنا تھا کہ مُلّا جیون کا دور اہل علم کے لیے وہ دور ہے جس میں علماء نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

ملا جیون کے بارے میں علماء کی آراء:VIEWS OF SCHOLARS ABOUT MULLĀ JĪWAN

علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی کی نظر میں:ALLAMA SAYYED GHULAM ALI AZAD BILGRAMI

"مُلّا جیون کلام اللہ کے حافظ اور علومِ نقلیہ وعقلیہ کے بحرِ بے کراں تھے۔"[29]

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی نظر میں:NAWAB SIDDIQUE HASSAN KHAN BHOPALI

"مُلّا جیون کا حافظہ بہت قوی تھا، درسی کتابوں کی عبارتیں صفحات کتاب دیکھے بغیر زبانی پڑھ ڈالتے تھے اور طویل ترین قصائد محض ایک بار سن کر یاد کر لیتے تھے۔"(۳۰)

نیاز فتح پوری کی نظر میں:NIYAZ FATAH PURI

"بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب نے مُلّا جیون کے علم و فضل اور زہد و ورع کا شہرہ سن کر ان کو اپنا استاد بنالیا۔"(۳۱)

ڈاکٹر شبیر احمد قادر آبادی کی نظر میں:DR. SHABBIR AHMAD QADIR ABADI

"مُلّا جیون زبردست مُستدِل، طرزِ بیاں دلکش والے تھے۔"(۳۲)

سید اقبال احمد جون پوری کی نظر میں:SAYYED IQBAL AHMAD JUNPURI

"مُلّا جیون انتہائی سادہ، زہد و تقویٰ، پابند شریعت و طریقت اور تمام علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ومالامال تھے۔"(۳۳)

مفتی تابع محمد لکھنوی کی نظر میں:MUFTI TABE MUHAMMAD LAKHNAWI

محیطِ علم آں مولائے اعظم باحمد شیخ جیون بہ معلّم
جہاں را روشنی زاں شمعِ دیں بود بہ عالمِ ظاہر و باطن مسلّم

ملاجیون کی تصانیف:BOOKS OF MULLĀ JĪWAN

۱. نسخہ آدابِ احمدی: [در سلوک و تصوف، مدتِ تصنیف ۱۰۶۰ ھجری سے ۱۰۶۳ ھجری کے درمیان]
۲. خطباتِ جمعہ وعیدین: [مدتِ تصنیف ۱۰۶۰ ھجری سے ۱۰۶۳ ھجری کے درمیان]
۳. رسالہ منتخباتِ شاطبیؒ: [در علمِ قاءت و تجوید]
٤. تفسیراتِ احمدیہ: [پانچ سو آیاتِ احکام کی عالمانہ و محققانہ تفسیر مدتِ تصنیف ۱۰٦۸ ھجری]
٥. نور الانوار شرح منار: [مدینہ طیبہ میں روضۂ اقدس ﷺ کے قریب بیٹھ کر دو ماہ کی مدت میں اصولِ فقہ حنفی میں لکھی ایک شاہ کار کتاب مدتِ تصنیف ۱۱٦۲ ھجری]
٦. سوانح بر مجازاتِ لوائح مُلّا جامی: [در علم تصوف، مدتِ تصنیف ۱۱۱۲ ھجری سے ۱۱۱۴ ھجری کے درمیان]
۷. مناقبِ اولیاء: [آباؤ اجداد اور خاندانی مشائخ کا تذکرہ، مدتِ تصنیف ۱۱۲۰ ھجری سے ۱۱۲۴ ھجری کے درمیان]
۸. خود نوشت سوانح: [یہ مناقبِ اولیاء کے اخیر میں شامل ہے جس میں مُلّا جیون نے اپنی ابتدائی زندگی سے لے کر ۷۰ سال تک کے احوال وواقعات اختصار کے ساتھ جمع کیے ہیں]

مُلّا جیون کی شعر و سخن کے حوالے سے مندرجہ ذیل نگارشات ۱۰۸۷ ہجری سے ۱۱۰۷ ہجری کے درمیان وجود میں آئیں۔

۹. مثنوی بہ طرز مولانا روم: [۱۲۵۰۰ اشعار پر مشتمل]
۱۰. نعتیہ قصائد بہ طرزِ بردہ بوصیری: [۱۲۲۰ اشعار]
۱۱. دیوان بہ طرزِ حافظ شیرازی: [۱۵۰۰۰ اشعار]

۱۲. عربی قصائد: [۲۹ قصائد کا مجموعہ] [۳۴]

یہ کل بارہ تصانیف آپ کے فکر وفن کی خوبصورت یادگار ہیں۔ اس وقت مُلّا جیون کی دو تصانیف موجود ہیں بقیہ تصانیف کے بارے میں راقم کو معلوم نہیں ہو سکا۔

((منار)) کا تعارف: INTRODUCTION OF MANĀR:

ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی (متوفی ۷۱۰ ہجری/۱۳۱۰ عیسوی) نے "المنار فی اصول الفقہ" تالیف کی [۳۵]۔ یہ اصول فقہ پر ایک مشہور و متداول متن ہے جو کہ نہایت مختصر ہے۔ یہ اختصار برصغیر کے طلبہ کی ذہنی فکر کے موافق نہ تھا۔ علامہ نسفی نے اس متن میں اصول اربعہ کتاب، سنت اور اجماع اور ان سے متعلقہ امور کو نہایت اجمال کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس بات کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے یہ متن کہ جس کو مطبعہ احمد کامل نے ۱۳۲۶ھ میں چھاپا تھا صرف ۳۳ صفحات پر مشتمل تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں اس متن پر پچاس سے زائد شروح، حواشی، حواشی علی الشروح، نظم وتعلیقات لکھے گئے [۳۶]۔ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں اصول فقہ کا یہ مشہور متن "المنار فی اصول الفقہ" داخل نصاب تھا [۳۷]۔

برصغیر میں "منار" پر لکھی جانے والی شروحات پر جائزہ: HELPING BOOKS OF MANĀR:

حاشیہ علی المنار:

اس حاشیہ کو معین الدین عمرانی دہلوی (متوفی ۷۲۵ ہجری یا ۷۵۲ ہجری/۱۳۲۵ عیسوی یا ۱۳۵۱ عیسوی) نے لکھا اور سلطان محمد تغلق نے ان کو دہلی میں استاد رکھا وہاں کے لوگ ان کی شاگردگی کو فخر سمجھتے تھے [۳۸]۔

شرح المنار للنسفی:

ابو حفص، سراج الدین عمر بن اسحاق بن احمد الشبلی الہندی الغزنوی المصری (۷۰۴ ھجری- ۷۷۳ ھجری/ ۱۳۰۴ عیسوی- ۱۳۷۱ عیسوی) نے یہ کتاب لکھی وہ دہلی میں پیدا ہوئے اور مصر ہجرت کے بعد وہ وہاں ایک مستقل حنفی قاضی مقرر ہوئے اور مصر میں انتقال کیا [۳۹]۔

توجیہ الکلام لشرح منار الاصول للنسفی:

یوسف بن جمال حسینی ملتانی حنفی (متوفی ۷۹۰ ھجری/۱۳۸۸ عیسوی) نے یہ کتاب لکھی، وہ ملتان میں پیدا ہوئے اور جمال الدین رومی سے علم حاصل کیا، سلطان فیروز شاہ نے مدرسہ فیروزیہ میں انکی تقرری کی [۴۰]۔

إضاءۃ الانوار فی اضاءۃ اصول المنار فی اصول الفقہ:

ابو الفضائل سعد الدین عبد اللہ عبد الکریم دہلوی حنفی (متوفی ۸۹۱ ھجری/۱۴۸۵ عیسوی) نے یہ کتاب لکھی [۴۱]۔ اس کتاب میں علمائے احناف جیسے امام زفر، امام ابو یوسف، امام محمد، شیخ ابو بکر جصاص اور امام کرنی وغیرہ کی آراء کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔

خالد محمد عبد الواحد حنفی نے اضافۃ الانوار پر تحقیق پیش کی جو "ریاض" مکتبہ الرشد ناشرون سے پہلی بار ۲۰۰۵ عیسوی

میں ٦١٦ صفحات میں شائع ہوئی۔

شرح المنار (الاشراحات المعاتبة) :

عبد السلام المفتی بن ابی سعید بن محبّ اللہ الحسینی الکرمانی الدیوی لکھنوی المعروف "ملا اصولی" (متوفی ۱۰۹۰ ھجری/ ۱۳۸۸ عیسوی) نے یہ کتاب لکھی[۴۲]۔ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے وہی تعلیم حاصل کی، لاہور میں فقہ اور اصول فقہ کی تدریس کی، شاہجہاں کے دور میں مفتی العسکر کے عہدے پر فائز ہوئے۔

شرح المنار :

محمد اعلم بن محمد شاکر سندھیلوی (متوفی ۱۱۸۹ ہجری/ ۱۷۷۵عیسوی) نے یہ کتاب لکھی[۴۳]۔

تنویر المنار :

ابو العباس، بحر العلوم عبد العلی محمد بن نظام الدین محمد لکھنوی الانصاری الحنفی (۱۱۴۴ ھجری- ۱۲۲۵ ھجری/ ۱۷۳۱ عیسوی- ۱۸۱۰عیسوی) نے یہ "المنار" کی فارسی شرح لکھی۔

وہ بانیِ درس نظامی مُلّا نظام الدین کے بیٹے تھے، سترہ سال کی عمر میں فاضل ہوئے انہوں نے بالترتیب مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ، شاہ جہاں پور، رام پور، بنگال اور مدراس کے مدارس میں تدریس کی اور مدراس میں وفات پائی۔

"تنویر المنار" لکھنؤ سے ۱۲۹۴ ھجری میں چھپ چکی ہے، اس کو ڈاکٹر فاضل برکات احمد ٹونکی نے عربی میں منتقل کیا[۴۴]۔

اشراحات العالی :

قاضی عبد السلام بن عطاء الحق بدایونی (متوفی ۱۲۸۷ ھجری/ ۱۸۴۱عیسوی) نے متن "المنار" کی شرح لکھی[۴۵]۔

الدائر :

خلیل الرحمٰن بن عرفان بن عمران بن عبد الحکیم ٹونکی رامپوری (تیرھویں صدی ھجری/ انیسویں صدی عیسوی) نے متن "المنار" کی شرح لکھی۔

وہ رام پور میں پیدا ہوئے اور وہی تعلیم حاصل کی۔ ٹونک شہر میں نواب میر خان کے زمانہ میں "قضاء اکبر" کے عہدہ پر فائز رہے[۴۶]۔

تعلیقات علی شرح المنار للعلائی الحصکفی :

عبد الحکیم بن محمد نور بن الحاج میرزا افغانی حنفی (۱۲۵۱ ھجری- ۱۳۲۶ ھجری/ ۱۸۳۵عیسوی- ۱۹۰۸عیسوی) نے منار کی شرح پر تعلیق لکھی[۴۷]۔

نور الانوار فی شرح المنار :

مُلّا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے متن "المنار" کی شرح لکھی، اصول فقہ پر آپ کی یہ تصنیف بڑی اہمیت اور شہرت کی حامل ہے۔ کتاب کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر گزشتہ دو صدی سے یہ مدارسِ اسلامیہ کے نصابِ درس میں شامل ہے۔

نور الانوار کا سبب تالیف: REASON FOR WRITING OF NŪR AL-ANWĀR:

مُلّا جیون جب حرمین طیبین تشریف لے گئے تو وہاں کے کچھ احباب و مخالفین نے متن "المنار" کو جب علّامہ سے پڑھا تو اس کی شرح لکھنے کا بے حد اصرار کیا تو مُلّا صاحب نے یہ شرح مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر محض دو ماہ، ربیع الاول اور ربیع الثانی ۱۱۱۲ھجری میں تالیف کی جب یہ کتاب مکمل ہو کر عرب و عجم کے حلقہ علماء میں پہنچی تو نہایت مقبول ہوئی(۴۸)۔

کتاب کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟: WHY MULLĀ WROTE THIS BOOK?:

علّامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المنار" اصول فقہ کی کتابوں میں متن اور عبارت کے لحاظ سے نہایت ہی عمدہ اور مختصر، باریک بینی اور حقیقت فہمی کے اعتبار سے بہت جامع تھی اور پہلے کے شارحین میں سے کسی نے بھی صحیح طور پر کتاب کے حل المطالب کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ اگر کسی نے کوشش بھی کی تو سہو اور غلطی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ کیوں کہ بعض شرحیں انتہائی مختصر ہونے کی وجہ سے فہم مطالب میں مخل ثابت ہوئیں اور بعض انتہائی طویل ہونے کے باعث مقاصد کے سمجھنے میں طبیعت کو اکتا دینے کا باعث ہوئیں، اور بہت عرصے سے میرے دل میں یہ بات مجھے مضطرب کر رہی تھی کہ میں اس کتاب کی ایک ایسی شرح لکھوں جس سے اس کے تمام پیچیدہ مسائل حل ہو جائیں اور مشکل سے مشکل مباحث اس طرح واضح ہو سکیں کہ نہ تو اس میں اعتراضات وجوابات کی بوچھاڑ ہو اور نہ اس میں شراح متقدمین کی ان خامیوں کو دہرایا گیا ہو جو مطالب کے فہم میں مخل ہونے کے ساتھ عبارات کی روانی میں اضطراب پیدا کرتی ہوں(۴۹)۔

منہج واسلوب: METHOD AND STYLE:

۱. متن میں جو عبارات والفاظ مشکل و مغلق ہیں انکو آسان عربی الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی انکی مزید تبیین کے لیے قرآن وسنت سے استشہادات بھی پیش کیے گئے ہیں، جیسا کہ متن کی نحوی ترکیب میں اگر کسی عبارت کے ایک سے زیادہ احتمالات ہوں تو ملا جیون سیاق وسباق کے معنی ومفہوم کے مطابق کسی ایک معنی متعین کو کر دیتے ہیں۔

۲. اس شرح کی خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں غیر ضروری اعتراضات وجوابات جو طلبہ کے لیے متن کے فہم میں مزید مشکلات کی وجہ بنیں انکو ترک کر دیا گیا ہے۔

۳. انہوں نے شرح میں ((منار)) کی ترتیب کو اپنایا ہے۔ یعنی کہ انہوں نے اصولیوں کی روایت پر عمل کرتے ہوئے اِصول اربعہ کو بالترتیب کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس کو بیان کیا ہے۔ چونکہ سب سے زیادہ تقسیمات کتاب اللہ کی ہیں اس لیے شرح کا اکثر حصہ ان پر مبنی ہیں، اسکے علاوہ انہوں نے اپنی کتاب میں خوارج اور معتزلیوں کے اصولوں کا بھی رد کیا ہے، جیسا کہ اجماع کی بحث۔

۴. متن میں جہاں خلافاً للشافعی ذکر ہوا ہے تو انہوں نے شرح میں احناف و شوافع کے مابین اِصول و تفریعات میں تقابلی نوعیت کو اپنایا ہے اور بعد از تقابل احناف کی تفریعات کو ترجیح دی ہے۔

۵. ملا جیون نے شرح میں اصولیین کی طرز پر فوائد وقیودات پر مبنی اصطلاحات اِصول فقہ کی تعریفات بھی بیان کی ہیں۔

٦. ملا جیون نے متعدد مقامات پر اپنا مؤقف مضبوط کرنے والے ائمہ احناف جیسا کہ شمس الائمہ، امام کرخی، مشائخ عراق، فخر الاِسلام وغیرہ کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں۔

۷. تطبیق القاعدۃ علی المثال کے اِصول کو اپنی شرح میں بخوبی انجام دیا ہے۔

نتائج: FINDINGS

- معاشرے کا علمی ماحول علمی افراد پیدا کرتا ہے، جیسا کہ ملا جیون کو علمی ماحول کا میسر آنا؛ کیونکہ انکے دور میں علم وفن اپنے عروج پر تھا اور فنون پر تصنیفات وتالیفات تسلسل کے ساتھ جاری تھیں۔
- طریقہ ہائے تدریس تعلیم وتعلم میں فرد کی شخصیت کی بناوٹ اور تکمیل میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جیسا کہ ملا جیون کو بھی درس نظامی کا وہی نصاب میسر آیا کہ جو آجکل تقریبا تمام مدارس دینیہ میں رائج ہے، لیکن انکی علمی شخصیت کے قدآور ہونے میں طریقہ ہائے تدریس بھی لازمی حیثیت کا حامل ہے۔
- متن منار ایک انتہائی اہم متن ہے کہ جس کو سینکڑوں سال علماء نے قبول کیے رکھا اور ساتھ ہی اسکو نصاب کا حصہ بنائے رکھا۔
- نور الانوار جیسی ضخیم شرح ملا جیون کے علمی کمال اور قوت حافظہ کی بے نظیر مثال ہے کہ جس سے انکے علم وورع کا اظہار ہوتا ہے اور کتاب میں لکھی عربی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی عجمی کی کتاب نہیں ہو سکتی۔

سفارشات: SUGGESTIONS

- اعلی عہدے داران کو چاہیے کہ اپنے حلقہ احباب میں علماء کو بطور خاص جگہ دیں، تاکہ معاشرے میں وعظ ونصیحت کا دور دورہ ہو سکے۔
- علماء کو اگر اشرافیہ کے بچوں کا اتالیق بننے کا موقع ملے تو ضرور اسکو ایک نعمت سمجھا جائے، کہ اس کے ذریعے علماء دین متین کی خدمت متعدد گھرانوں میں کر سکتے ہیں۔
- نور الانوار جیسی معرکۃ الآراء کو یونیورسٹیز کے علوم اسلامیہ کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔
- ملا جیون چیئر کا باقاعدہ طور انعقاد کیا جانا چاہیے، تاکہ انکی شخصیت معاشرے پر عیاں ہو سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

(۱) مشیر صدیقی، ڈاکٹر خلیل احمد، تذکرہ بزرگان امیٹھی، قلمی نسخہ، ص: ۲۷۔
(۲) شیخ محمد اکرم، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۹ء، لاہور، ص: ۴۷۶۔
(۳) سورۃ السجدۃ، ۳۲: ۱۳۔
(۴) مشیر صدیقی، ڈاکٹر خلیل احمد، مشائخ امیٹھی، مطبوعہ اندوز، ص: ۵۴۔
(۵) گلشن قلندریہ مطبوعہ جون میں ظفر الیقین نے ص ۱۴۱ تا ۱۴۲، ان کو صحابی رسول ﷺ لکھا ہے اور مزید تفصیل کے لیے قصرِ عارفاں جلد اول ص ۷۰ ملاحظہ کریں۔
(۶) مشیر صدیقی، تذکرہ بزرگان امیٹھی، ص: ۱ تا ۲۔
(۷) مصباحی، طفیل، مُلّا احمد جیون امیٹھوی حیات اور خدمات، ص: ۱۷۵۔
(۸) بلگرامی، سید غلام آزاد، سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، معہد الدراسات الاسلامیہ، علی گڑھ، ص: ۵۵۔
(۹) ندوی، ابو الحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، دار المصنّفین، اعظم گڑھ، ص: ۲۸۔
(۱۰) بریلوی، سید الحہ رائے، اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں، دار المصنّفین، اعظم گڑھ، ص: ۲۵۔
(۱۱) مشیر صدیقی، تذکرہ بزرگان امیٹھی، ص: ۵۔
(۱۲) بیگ، مرزا آفتاب، تحفۃ الابرار، مطبوعہ دہلی www.rekhta.org، ص: ۳۹۱۔
(۱۳) مشیر صدیقی، مشائخ امیٹھی، ص ۵۹۔
(۱۴) عبد الحہ (متوفی ۱۳۴۱)، نزہۃ الخواطر، دار ابن حزم-بیروت، لبنان، ۲/۲۰۔
(۱۵) بلگرامی، سبحۃ المرجان، ص: ۲۰۴۔
(۱۶) بلگرامی، سبحۃ المرجان، ص ۲۰۵، وایضا بھوپالی، نواب صدیق حسن، ابجد العلوم، ص: ۷۰۳، دار ابن حزم، بیروت، وایضا جہلمی، فقیر محمد، حدائق الحنفیہ، مکتبہ رضویہ، دہلی، ص: ۴۵۵۔
(۱۷) اشفاق علی، مُلّا جیون کے معاصر علماء، مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء، ص: ۴۹۔
(18) مشیر صدیقی، تذکرہ بزرگان امیٹھی، ص: ۲۷۔
(19) مشیر صدیقی، تذکرہ بزرگان امیٹھی، ص: ۵۴، وایضا

"مسجد ملا جیون؛ لاہور کی گمشدہ تاریخی مسجد." Express News. June 29, 2018. Express News. 2018. https://www.express.pk/story/1219393/464/.

(۲۰) نارنگ، پروفیسر گوپی چند، خسرو شناسی، معارف عثمانیہ، دکن، ۶/ ۱۳۸۔
(۲۱) اشفاق علی، مُلّا جیون کے معاصر علماء، ص: ۵۷۔

(۲۲) ایضا، ۵۷۔

(۲۳) ایضا، ۶۳۔

(۲۴) ایضا، ۶۷۔

(۲۵) ایضا، ۷۴۔

(۲۶) ایضا، ۸۱۔

(۲۷) ایضا، ۷۰۔

(۲۸) ایضا، ۹۹۔

(۲۹) بلگرام، غلام علی آزاد، تاریخ بلگرام، جامعۃ الرضا، بریلی، ص: ۳۲۵۔

(۳۰) بھوپالی، صدیق حسن خاں، ابجد العلوم، ص: ۷۰۳۔

(۳۱) مصباحی، محمد طفیل احمد، اسلام اور علمائے اسلام، دار العلوم اہل سنت ملا احمد جیون، لکھنو، ص: ۱۰۱۔

(۳۲) قادر آبادی، ڈاکٹر شبیر احمد، عربی زبان وادب عہد مغلیہ میں، مطبوعہ دانش محل، لکھنؤ، ص: ۲۵۳۔

(۳۳) تاریخ سلاطینِ شرقی اور صوفیہ جون پور، مطبوعہ جون پور، ۱/ ۱۲۶۵۔

(۳۴) مشیر صدیقی، تذکرہ بزرگان امیٹھی، ص ۲۸۔

(۳۵) حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ)، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۲ء، ۲/ ۱۹۰۷۔

(۳۶) حسن، ڈاکٹر فاروق، فن اصول فقہ کی تاریخ، دار الاشاعت، ۲۰۰۶ء، ص: ۳۹۳۔

(۳۷) گیلانی، سید مناظر احسن، پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱/ ۱۴۷۔

(۳۸) جہلمی، حدائق الحنفیہ، ص: ۳۳۲۔

(۳۹) ایضا، ص ۳۱۸۔

(۴۰) ایضا، ۳۲۶۔

(۴۱) المراغی، عبد اللہ المصطفیٰ، الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، مکتبہ محمد امین دمج، بیروت، ۲/ ۶۔

(۴۲) بقا، محمد مظہر، معجم الاصولیین، جامعہ ام القری، مکۃ المکرمہ، ۱۴۱۴ھ، ۲/ ۲۰۲۔

(۴۳) مفتی گل احمد عتیقی کی تقدیم علی مصباح الحسامی لمولانا مد اللہ میر محمد کتب خانہ کراچی۔

(۴۴) فرنگی محلّی، محمد عنایت اللہ، تذکرہ علمائے فرنگی محل، ماس پرنٹرز، کراچی، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۴۱، ۱۳۷۔

(۴۵) جہلمی، حدائق الحنفیہ، ص: ۴۹۱۔

(۴۶) عبد الحی، نزہۃ الخواطر، ۷/ ۳۵۱۔

(۴۷) بقا، محمد مظہر، معجم الاصولیین، ۲/ ۱۶۱۔

(۴۸) قادر آبادی، ڈاکٹر شبیر احمد، عربی زبان وادب عہد مغلیہ میں، ص: ۲۵۳۔
(۴۹) ملا جیون، احمد بن ابی سعید (المتوفی: ۱۱۳۰ھ)، نور الانوار فی شرح المنار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۱۸ء، ص: ۸۔.